حافظ محمد اسحاق (گلالی پور)

آہ..... مولانا مبارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ قانونِ فطرت ہے کہ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ اس جہاں ناپائیدار سے رخصت ہونے کی تمہید ساتھ لاتا ہے' لیکن بعض رخصت ہونے والے ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں جو اپنی خدمات جلیلہ کے پیش نظر اس دارِفانی سے کوچ کر جانے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ وجاوید رہتے ہیں اور تادیر ان کی حسین یادیں زندہ انسانوں کو تڑپاتی ہیں۔

موت کی عجیب شان بے نیازی ہے کہ وہ بعض اوقات چمن سے ایسا پھول توڑتی ہے جس سے گلستان کی تمام رونق وابستہ ہے۔ مولانا مبارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ساکن ۲۷ ج۔ب گلالی پور فیصل آباد) کے ساتھ بھی موت نے کچھ ایسا ہی معاملہ کیا ان کے جانے کے بعد شہر اُداس' چہرے پژمردہ اور آنکھیں اشکبار ہیں۔

یوں تو سبھی موت کے رہے ہیں منتظر
لیکن اچانک تیری جدائی نے سب کو رلا دیا

مولانا مرحوم کی وفات کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے:-

تین جولائی تقریباً دو بجے کا عمل ہوگا۔ موبائل فون کے ذریعے اطلاع ملی کہ مولانا مبارک اللہ صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ مجھے یقین نہ آیا۔ میں نے فوراً اپنی تمام مصروفیات کو ترک کر کے گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ مولانا ایک بس کے ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگئے ہیں۔ یقین پھر نہیں آیا لیکن اطلاع کی وجہ سے فوراً گھر چلا آیا۔ یقین اس لیے نہیں آ رہا تھا کہ مرحوم وفات سے دو روز قبل جب مولانا جمیل المدنی (خطیب الریاض سعودی عرب) گلالی پور کی مسجد میں خطبہ جمعۃ المبارک کے بعد کھانا کھا رہے تھے تو بزرگ مرحوم بھی آ گئے اور آ کر کہا کہ بھائی میں تو دعا کروانے کے لیے آیا ہوں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد جامعہ سلفیہ کے کچھ طلباء (جو کہ جمعہ کا خطبہ سننے کے لیے گاؤں آئے ہوئے تھے) کو کہا کہ آپ سے میں نے دعا کروانی ہے۔ اس سلسلے میں سب نے بیٹھک میں بیٹھ کر مشروب نوش کیا اور پھر کچھ طلباء کو پند ونصائح کیں۔ نصیحتوں کے بعد انھوں نے عرض کی کہ میرے لیے دعا کریں۔ طلباء نے اصرار کیا کہ آپ بزرگ ہیں' ولی کامل ہیں' آپ دعا فرمائیں۔ بہرحال بزرگ مرحوم نے بڑے رقت آمیز لہجے میں دعا کی۔

پھر اسی روز نماز مغرب کے بعد بزرگ مرحوم نے مجھے بلا کر مسجد کے بارے میں تمام حساب کیا کہ کتنی آمدن ہوئی ہے اور کتنا خرچہ ہوگیا ہے اور کتنے روپوں کی ضرورت ہے وغیرہ۔ اس مسجد کے متعلق کہ جس کی تعمیر کے لیے تقریباً عرصہ پانچ سال سے تگ و دو کر رہے تھے' خصوصاً چار ماہ قبل جب مسجد کی منظوری ہوگئی تو انھوں نے دنیاوی کام اور گھریلو کاموں کو ترک کر دیا تھا۔ صرف مسجد کی تعمیر کے لیے دن رات کوشاں رہتے تھے۔ ملتان سے لے کر آزاد کشمیر تک مسجد کے سلسلے میں انھوں نے سفر کیا۔ اب جب وہ مکمل تعمیر ہو چکی فقط اس کا فرش رہتا تھا' چل بسے۔ بزرگ مرحوم وفات کے دن پہلے صبح ایک آدمی جو عمرہ کی ادائیگی کے بعد آیا تھا' کو ان کے گاؤں ملنے گئے۔ ان کی ملاقات کے بعد پھر گھر آ گئے۔ گھر آ کر چارہ کاٹنے گئے تو بیٹی نے کہا ابا جی آپ تھکے ہوئے ہیں' آرام فرمالیں۔ تو بزرگ مرحوم نے فرمایا بیٹی جنت میں جا کر آرام کریں گے۔

پھر چارہ کاٹنے کے بعد بائیکل لیا اور مسجد کے فرش کے لیے سیمنٹ کا انتظام کرنے کے سلسلہ میں دوپہر سخت گرمی کی تپش میں ٹھیکریوالا گئے۔ سیمنٹ کا انتظام کرنے کے بعد واپس گھر آ رہے تھے۔ اڈہ جھپال کے قریب کراسنگ کرتے وقت نیو خان کی گاڑی کے ساتھ ٹکر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے سر پر سخت چوٹ لگی تو بزرگ مرحوم کو پانی دیا گیا۔ بزرگ مرحوم نے پانی کا گلاس پیا۔

حادثے کے وقت قریب ایک آدمی نے بتایا کہ مرحوم نے کہا میرے بیٹے عبداللہ کو خبر دے دینا۔ پھر لڑکا مولانا مرحوم کی پیشانی سے مٹی کو صاف کرنے لگا تو بزرگ مرحوم نے کہا کہ بیٹا رہنے دو مٹی میں ہی جانا ہے اور پھر کلمہ طیبہ پڑھا اور بے ہوش ہو گئے۔ بے ہوشی کی حالت میں لب حرکت کرتے ہوئے نظر آتے تھے' لیکن کچھ سنا نہ جا سکا۔ اسی بے ہوشی میں تھوڑی دیر بعد دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

وہ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

بزرگ مرحوم نیک' پارسا اور صالح انسان تھے۔ جب بھی کسی سے ملتے تو اکثر یہ الفاظ کہا کرتے تھے' "یغفر اللہ لنا ولکم" اور اللہ ہم سب کو اکٹھے جنت میں لے جائے۔ ان کو یقین تھا کہ صرف اللہ ہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔ اسی لیے ہر ایک سے دعا کی اپیل کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بچے ان کو "بابا دعا والا" کہہ کر پکارتے تھے۔

بزرگ مرحوم ہی کی کوشش سے گلالی پور گاؤں میں دو مساجد' ایک عیدگاہ اور لڑکیوں کے مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ جو کہ ان کا صدقہ جاریہ ہے۔ جس کا قیامت تک ان کو اجر وثواب ملتا رہے گا۔ ان شاءاللہ۔

بزرگ مرحوم گوناگوں صلاحیتوں کے مالک

تھے۔ آپ نے ہمارے علم کے مطابق کبھی تہجد کو نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ ایک موقع ایسا آیا کہ بزرگ مرحوم کی وفات کے تقریباً چار سال قبل جب ان کے بیٹے مولانا عبداللہ کی نوجوان عالمہ و فاضلہ بیوی کا انتقال ہوا۔ رات کے تقریباً ایک بجے ہسپتال سے گھر خبر پہنچی تو خاکسار کسی غرض سے مسجد میں گیا تو مرحوم بزرگ تہجد پڑھ کر نکل رہے تھے اور اس دن اس لیے جلدی تہجد کو پڑھ لیا کہ وفات کی وجہ سے لوگ گھر آنے والے ہیں۔ ہجوم ہو جائے گا پھر میری شاید تہجد کی نماز نہ رہ جائے۔

محترم قارئین! سورج طلوع ہوتا رہے گا اور رات بھی اپنی تاریکیوں کے سائے اہل دنیا پر کرتی رہے گی، لیکن بزرگ مرحوم کو کبھی اب نہ دیکھ سکیں گی۔ اب صرف ان کی یادیں ہی رہ گئیں ہیں۔ جن سے گاہ بگاہ ان کی خیالی ملاقات سے قلب و ذہن مسرور ہو سکتے ہیں۔

الٰہی وہ ہستیاں کہاں بستی ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں

بزرگ مرحوم یقیناً اللہ کے ولی تھے۔ قرآن مجید نے جو اولیاء کی صفات بیان کی ہیں، بزرگ مرحوم ان تمام رعنائیوں کے مجسمہ پیکر تھے۔ دیکھیے قرآن مجید نے اولیاء کی ایک صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں تو یہ صفت بزرگ مرحوم میں اتم درجہ موجود تھی۔ جس کا اعتراف وفات کے بعد اپنوں اور بیگانوں سب نے کیا۔ اولیاء کی دوسری صفت یہ کہ جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے تو ان کے ساتھ مخاصمت نہیں کرتے بلکہ ان کو سلام کہہ کر چل دیتے تھے۔ بزرگ مرحوم کی اس صفت کا اظہار جنازہ کے وقت ہوا۔ جب عیسائی بھی روتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور دیگر گاؤں کے لوگ یہ پکار رہے تھے کہ آج ہمارا سارا گاؤں یتیم ہو گیا ہے۔ اولیاء کی تیسری صفت یہ کہ وہ اپنی راتوں کو سجدوں اور قیام میں گزارتے ہیں۔ اس کی مثال ایک تو پیچھے گزر چکی ہے کہ انھوں نے تہجد کو نہیں چھوڑا، دوسری یہ کہ انھوں نے کبھی رمضان کی طاق رات کو آرام نہیں کیا بلکہ پوری زندگی طاق رات جاگ کر گزار دی اور تقریباً ہر رمضان میں لیلۃ القدر کو حاصل بھی کیا ہے۔ جس کا اظہار انھوں نے صرف ایک مرتبہ خاص آدمی کے پاس کیا تھا۔

اولیاء کی چوتھی صفت یہ کہ ہر وقت وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ یہ صفت بھی بزرگ مرحوم میں پنہاں تھی اور اپنی تقریر میں کہا کرتے تھے کہ بھائی ہم دنیا کی گرمی کی تپش برداشت نہیں کر سکتے، ہم جہنم کی گرمی کیسے برداشت کریں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی گرم ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔

اولیاء کی پانچویں صفت یہ کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو اس میں نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ کنجوسی کرتے ہیں۔ یہ خوبی بزرگ مرحوم کی حیات میں اس طرح نظر آئی ہے کہ کوئی مہمان ان کے گھر سے کبھی بغیر مہمان نوازی کے نہیں گیا۔ خواہ وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، آشنا ہو یا ناواقف۔ اس خوبی کا اظہار وفات کے وقت بھی ہوا کہ جب مذکورہ مسجد کا ٹھیکیدار دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جب میرا حقیقی والد فوت ہوا تھا، میں اس وقت یتیم نہیں ہوا، بلکہ آج یتیم ہوا ہوں۔ حالانکہ مذکورہ ٹھیکیدار کے ساتھ مسجد کی تعمیر شروع کرنے سے پہلے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اولیاء کی چھٹی صفت کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں پکارتے۔ بزرگ مرحوم اپنی حیات میں بے شمار آزمائشوں میں مبتلا بھی ہوئے، لیکن پھر بھی انھوں نے اللہ تعالیٰ کے در کو نہیں چھوڑا اور نماز کے بعد کبھی وظائف کو بھی ترک نہیں کیا اور بغیر ضرورت کے نماز کو کبھی قضا نہیں ہونے دیا۔

اولیاء کی ساتویں صفت کہ وہ کسی جان کو قتل نہیں کرتے۔ بزرگ مرحوم نے کسی انسان کو تکلیف تو کجا کبھی جانور کو بھی گالی نہیں دی۔

اولیاء کی آٹھویں صفت یہ کہ وہ لغویات اور گانے بجانے والوں کو نہیں سنتے۔ تو بزرگ مرحوم کی یہ صفت تھی کہ گاؤں میں تو کیا بلکہ گاڑی میں جب سفر کرتے اگر گاڑی میں گانے وغیرہ کی کیسٹ لگی ہوتی تو اس کو بند کرنے کے لیے کہتے۔ اگر وہ بند کر دیتا تو ٹھیک وگرنہ اونچی آواز کے ساتھ اپنا ذکر شروع کر دیتے تاکہ ان کے کانوں میں لغویات اور ساز وغیرہ کی آواز داخل نہ ہو۔

اولیاء کی نویں صفت یہ کہ وہ صاحب تقویٰ پرہیز گار ہوتے ہیں۔ بزرگ مرحوم حرام کردہ اشیاء سے تو محفوظ رہتے ہی تھے بلکہ شبہات والی چیزوں سے ایسے بچتے تھے جیسا کہ وہ بھی حرام ہے اور اسی صفت کی بناء پر دور دراز علاقوں سے لوگ بزرگ مرحوم کو مساجد کے افتتاح اور دعا وغیرہ کے لیے لے جایا کرتے تھے۔

اولیاء کی دسویں صفت یہ کہ وہ اپنے پیچھے صدقہ جاریہ چھوڑ کر جاتے ہیں۔ یہ صفت بھی بزرگ مرحوم میں موجود دکھائی دیتی ہے کہ وہ گاؤں میں دو مساجد، مدرسہ للبنات و عیدگاہ جیسے رفاہ عامہ کے کام چھوڑ کر گئے ہیں اور ان کا ایک بیٹا عالم دین ہے جو کلیہ دار القرآن سے فارغ التحصیل ہے۔ بزرگ مرحوم کے دو بھانجے قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ ایک ان کے بھانجے نے دو سال قبل جامعہ سلفیہ سے سند فراغت حاصل کی ہے اور اب شہر چنیوٹ میں ناظم تبلیغ کا فریضہ اور مرکزی جامع مسجد مبارک میں خطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور دوسرا جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم ہے۔

ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے
مکین ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

بزرگ مرحوم سب لوگوں کی آنکھوں کے تارے اور دلوں کے سہارے تھے۔ اس بات کے شاہد ان کے جنازہ میں شرکت کرنے والے افراد ہیں۔

وہ اٹھا تو زمین و آسمان رو پڑے
بچے بوڑھے روئے جواں رو پڑے

رات کا سماں تھا۔ دس بجے کا وقت تھا۔ اس جنازے نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی

یاد تازہ کر دی کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھا تو غیر مسلم برتنوں میں پانی لے کر کھڑے تھے کہ یہاں سے وضو کریں۔ بعینہٖ اسی طرح کا منظر بزرگ مرحوم کے جنازہ میں سامنے آیا کہ جب جنازہ کو اٹھایا گیا تو سخت گرمی تھی اور بجلی بند تھی اور ہر طرف لوگوں کی قطاریں نظر آ رہی تھیں اور گاؤں کی عورتیں اپنے گھروں سے پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ ہمارے گھر سے وضو کر لیں، ہمارے گھر وضو کر لیں۔ تاکہ ہمیں بھی خوش بختی اور سعادت نصیب ہو جائے اور جنازے میں گرمی کی بنا پر بھی ہزاروں افراد نے شرکت کی جن میں پچاس فیصد صرف جید علماء کرام تھے۔

نمازِ جنازہ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے بڑے رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد لوگوں کا تلملاتا ہوا سمندر تڑپ تڑپ کر کہہ رہا تھا کہ ہمیں صرف ایک سیکنڈ کے لیے بزرگ مرحوم کی زیارت کر لینے دو۔

کچھ لوگوں کو زیارت کرا دی گئی کچھ بلبلاتے رہ گئے۔ اس لیے کہ اگر سب کو زیارت کرائی جاتی تو شاید رات وہاں ہی بیت جاتی اور پھر گھر پر بھی سینکڑوں سوگواروں کی تعداد موجود تھی۔ جن کا دل تسلیم نہیں کرتا تھا کہ بزرگ مرحوم کو اکیلے چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ دفنانے کے بعد قاری ریاض الٰہی ظہیر صاحب نے آنسو برساتے ہوئے دعا کی۔ پھر بھی نمازِ جنازہ کے اگلے دن لوگوں کے شکوے سننے پڑے کہ ہم بزرگ کی میت والی چارپائی کو ہاتھ لگانے کو ترستے رہے۔ کاش کہ آپ چارپائی کو بانس باندھ لیتے جس کے ساتھ ہم گناہ گار بھی چارپائی کو ہاتھ لگانے کی سعادت حاصل کر لیتے۔

جنت الفردوس میں اس کو ملے اونچا مقام
ہر طرف سے آ رہا ہو حور و غلمان کا سلام

(آمین)

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چوہدری محمد یٰسین ظفر (پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد) کو صدمہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد چوہدری محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ کے والد گرامی چوہدری فتح محمد قضائے الٰہی سے چک نمبر **223/E-B** بورے والا ضلع وہاڑی میں تقریباً **90** سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑے صابر و شاکر، متقی، پرہیزگار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ ساری زندگی کسی کی غیبت نہیں کی۔ لڑائی جھگڑے سے ہمیشہ اپنے دامن کو بچایا۔ گاؤں، برادری اور خاندان کے معاملات کو خوش اسلوبی سے حل کرتے اور ہمیشہ عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کرتے۔ ان کی اسی خوبی کی وجہ سے لوگ اپنے معاملات کے حل اور اختلاف کے تصفیہ کے لیے ان کے پاس آتے۔ مرحوم کی نماز جنازہ **24** جولائی **2006**ء بروز سوموار شام **6** بجے شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے پڑھائی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں مقامی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ الفردوس.**

نماز جنازہ میں شیوخ الحدیث، علماء کرام، دینی مدارس کے طلبہ کی کثیر تعداد، علاقے کی ممتاز مذہبی و سیاسی شخصیات اور ہر مکتبہ فکر کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ یہ اُس گاؤں کی تاریخ کا ایک مثالی جنازہ تھا۔ خصوصی طور پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے اساتذہ و طلباء اور شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، حافظ محمد شریف، مولانا ارشاد الحق اثری، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی (لاہور)، قاری محمد حنیف بھٹی (فیصل آباد)، مولانا عبدالحیٔ انصاری، حافظ عبدالعظیم (دارالسلام لاہور)، مولانا عبدالحیٔ عابد (ملتان)، مولانا عبدالرحمٰن شاہین ملتانی، حافظ عبدالستار (۷ چک میاں چنوں)، قاری سعید احمد کلیروی (گوجرانوالہ)، حافظ اسد محمود سلفی (گوجرانوالہ)، مولانا عبدالسلام زاہد (پرنسپل جامعہ اسلامیہ سلفیہ گوجرانوالہ)، قاری محمد ادریس عاصم (لاہور)، قاری محمد ابراہیم میر محمدی، شیخ فرقان خالد (قلعہ دیدار سنگھ)، حاجی محمد یوسف (گوجرانوالہ)، مولانا نجیب اللہ طارق، حافظ محمد اسحاق (کویت) مولانا محمد انس مدنی (دارالقرآن فیصل آباد)، حافظ عبدالکبیر علوی صاحب (جامعہ تعلیمات فیصل آباد)، مولانا زبیر احمد، مولانا عطاء اللہ طارق (گگومنڈی)، مولانا زبیر احمد ظہیر (خوشاب) اور بہت سے اصحابِ علم و فضل نے شرکت کی۔ نیز بزرگ عالم دین مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، مولانا حافظ عبدالکریم (ڈیرہ غازی خاں)، مولانا محمد شریف چنگوانی (ملتان)، قاری سیف اللہ عابد (خانیوال) نے بعد میں تشریف لا کر اظہار تعزیت کیا۔

ادارہ جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلباء نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے چوہدری محمد یٰسین ظفر اور دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے انھیں جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

نیز ادارہ نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والے شیوخ الحدیث، علماء کرام اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان کی صحت و سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔

(منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ سلفیہ)